



سوال

(926) کیا عام حالات میں صلوٰۃ التسبیح پڑھنا سنت سے ثابت ہے؟

جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مکرمی و محترمی، جناب مولانا حافظ ثناء ا مدنی صاحب "الاعتصام (ج: ۵، شماره ۱۸، مجریہ ۱۲، مئی ۹۹ء میں "احکام و مسائل" کے تحت "صلوٰۃ التسبیح" کے متعلق آپ نے فرمایا ہے کہ "عام حالات میں صلوٰۃ التسبیح پڑھنا سنت سے ثابت ہے... الخ" (ص: ۸) حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث سنداً ضعیف ہے۔ خود رسول اللہ ﷺ سے اس کا پڑھنا ثابت نہیں ہے۔ امام ابن خزیمہ رحمہ اللہ نے اس کی اسناد کے بارے میں "کھٹک" کا اشارہ فرمایا ہے اگرچہ اس کے متعدد موصول و مرسل طرق موجود ہیں لیکن بقول حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ حاکم کی تصحیح اور ابن الجوزی کے دعویٰ وضع میں تساہل ہے۔ حاکم، ذہبی، ابن حجر اور البانی وغیرہم رحمہم اللہ نے تعدد طرق و شواہد کی بناء پر اس کی جو تحسین کی ہے وہ محدثین کے محض اس گمان پر مبنی ہے کہ چونکہ یہ حدیث متعدد طرق سے وارد ہے۔ لہذا ایسا محسوس ہوتا ہے، کہ اس کی کوئی نہ کوئی اصل ضروری ہے۔ حالانکہ اگر اس مفروضہ کو تسلیم کیا جائے، تو متعدد ضعیف؛ بلکہ موضوع احادیث متعدد طرق کی بناء پر حسن قرار پائیں گی۔ مثلاً حدیث طہر۔ حالانکہ امام ابن الجوزی رحمہ اللہ نے "العلل المتناہیۃ" میں اس کے سولہ طرق بیان کیے ہیں اور ابن مردویہ نے بیس طرق، مگر ابن طاہر نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ دوسری مثال "مَنْ كُنْتُ مَوْلَاً فَهِيَ مَوْلَاةٌ، اور "طَلَبَ الْعِلْمَ فَرِيضَةٌ" (سنن ابن ماجہ، باب العلم العام الذي لا يشع الباطل العاقل جملہ، رقم: ۳۲۵) وغیرہ بھی موجود ہیں۔ لہذا اس مہلک مفروضہ کی بناء پر صلوٰۃ التسبیح کو "حسن" ہی نہیں سنت ثابتہ قرار دینا کہاں تک درست ہے؟ بیٹھا تو جروا۔

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام على رسول اللہ، أما بعد!

نمازِ تسبیح کی صحت میں اہل علم کا اختلاف ہے، علماء کی ایک جماعت نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے جن میں سے ابن العربی، نووی نے شرح المہذب میں، ابن قیم، ابن عبد البہادی، مزنی، ابن حجر نے التلخیص میں اور ابن جوزی نے اس کو موضوعات میں شمار کیا ہے اور کہا ہے کہ اس میں موسیٰ بن عبد العزیز مجہول ہے۔ جب کہ دوسرے گروہ نے اس کو صحیح یا حسن کہا ہے ان میں سے ابو بکر الآجری، ابو محمد عبد الرحیم مصری، حافظ ابو الحسن مقدسی، ابو داؤد صاحب سنن، مسلم صاحب صحیح، حافظ صلاح الدین اعلائی، خطیب، ابن صلاح، سبکی، سراج الدین بلقینی، ابن مندہ، حاکم، منذری، ابو موسیٰ مدینی، زرکشی اور نووی نے تہذیب الاسماء واللغات میں، ابو سعید سمعانی، حافظ ابن حجر نے فی الخصال المحفزة اور آملی الاذکار میں، ابو منصور دہلی، بیہقی، دارقطنی اور دیگر اہل علم رحمہم اللہ نے بھی اس پر صحت یا تحسین کا حکم لگایا ہے۔

علامہ ابو الحسن عبید اللہ مبارکپوری رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ "میرے نزدیک حق اور درست بات یہ ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث ضعیف نہیں ہے چہ جائیکہ اس پر من گھڑت یا جھوٹی ہونے کا حکم لگایا جائے، بلکہ بلاشبہ میرے نزدیک یہ حسن درجہ سے کم نہیں بلکہ یہ بھی بعید نہیں کہ شواہد کی بنا پر اس حدیث کو صحیح لغیرہ قرار دیا جائے۔" پھر آپ سے

معترضین کے اعتراضات کا جائزہ پیش کر کے اس کو قابلِ حجت قرار دیا ہے۔ (مرعاة المفاتیح: ۲/۲۵۳) حدیث ہذا پر تفصیلی لفتیحو کے لیے ملاحظہ ہو کتاب الآئی المصنوعہ از علامہ سیوطی اور تحفۃ الاحوذی۔

علامہ البانی رحمہ اللہ ”مشکوٰۃ“ کے حاشیہ پر فرماتے ہیں :

‘فان للحدیث طرقا وشواہد کثیرة، یقطع الواقت علیہا۔ فان للحدیث أصلا أصیلا خلافا لمن حکم علیہ بالوضع أو قال إنه باطل’

”اس حدیث کے بہت سارے طرق اور شواہد ہیں۔ ان پر مطلع ہونے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے، کہ یقیناً اس حدیث کی اصل ہے۔ بخلاف اس کے جس نے اس پر من گھڑت ہونے کا حکم لگایا ہے یا کہا، کہ یہ حدیث باطل ہے۔“

پھر فرماتے ہیں :

”علامہ ابوالحسنات لکھنوی نے ’الآثار المرفوعہ فی الانبار الموضوعہ‘ (ص: ۳۵۳/۳۵۴) میں کافی تحقیق کی ہے۔ جو بسط و تفصیل چاہتا ہے۔ اسے اس کی طرف مراجعت کرنی چاہیے۔“

‘فَاِنَّهُ یُغْنِی عَنْ کُلِّ مَا کُتِبَ فِی ہَذَا المَوْضُوعِ’ (۳۱۹/۱)

”اس مسئلہ پر جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ سب سے کافی ہے۔“

اس ساری بحث سے معلوم ہوا، کہ جن علماء نے ”صلاة التسبیح“ کو بدعت قرار دیا ہے۔ ان کا نظریہ مرجوح ہے۔ بلکہ اس کا مسنون ہونا بدلائل قویہ ثابت ہوتا ہے۔ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو! ’أبویہ الحافظ عن أحادیث المصانیح فی آخر المشکوٰۃ تحقیق الألبانی۔‘

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ حاقظ ثناء اللہ مدنی

کتاب الصلوٰۃ: صفحہ: 769

محدث فتویٰ